مكية
سورة الفيل
آياتها ٥
بسم الله الرحمن الرحيم
ألم تر كيف فعل ربك بأصحاب الفيل ١
ألم يجعل كيدهم في تضليل ٢ وأرسل
عليهم طيرا أبابيل ٣ ترميهم بحجارة من
سجيل ٤ فجعلهم كعصف مأكول ٥

سُورۃُ الفِیلِ (۱۰۵)

عربی متن – بامحاورۃ اُردو ترجمہ و تفسیر

اِفادات

الحافِظ علامہ نُورالدین

مدیر

عَبدالمنان عُمر – امتہ الرحمٰن عُمر

سُورَۃُ الْفِیلِ - ﴿۱۰۵﴾ - مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کا نام لے کر جو بے حد رحمت والا، بار بار رحم کرنے والا ہے

(میں سُوۡرَۃُ الۡفِیلِ پڑھنا شروع کرتا ہوں)

أَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصۡحَٰبِ ٱلۡفِيلِ﴿۱﴾

۱۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تمہارے رب نے ہاتھی (کے ساتھ حملہ کرنے) والوں کے ساتھ کیسا (غیر معمولی) سلوک کیا تھا۔

أَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِي تَضۡلِيلٖ﴿۲﴾

۲۔ کیا اُس نے اِن کی (خانہ کعبہ کے خلاف) جنگی تدبیر برباد نہیں کر دی تھی (اور اُسے خود اُن کی ہلاکت کا باعث نہیں بنا دیا تھا)۔

وَأَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا أَبَابِيلَ﴿۳﴾

۳۔ اور اُن پر ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے جُھنڈ کے جُھنڈ پرندے بھیجے تھے۔

تَرۡمِيهِم بِحِجَارَةٖ مِّن سِجِّيلٖ﴿۴﴾

۴۔ جو اُنہیں سخت پتھروں پر (کھانے کیلئے) مارتے تھے۔

فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٖ مَّأۡكُولِۭ﴿۵﴾ ع 1 5 30

۵۔ اور اِس کے نتیجے میں اُنہیں کھائے ہوئے بُھس کی طرح (برباد) کر دیا۔

خلاصہ مضمون: یہ سُورۃ مکّی ہے۔ اس سورۃ میں بتایا ہے کہ جس طرح خانہ کعبہ کی تباہی کی فکر کرنے والے لوگوں اور اس پر حملہ آوروں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا جائے گا کہ اب متولی کعبہ آپ ہی ہیں۔ گویا اس تمثیلی پیرایہ میں آنحضرت ﷺ کے دشمنوں کی بربادی کی پیشگوئی ہے۔ پھر اس میں توجہ دلائی ہے کہ اصحابِ فیل بھی بڑی دولت رکھتے تھے مگر وہ دولت آخر ان کے کام نہ آئی۔ پھر اصحابِ فیل کی بربادی سے آخرت پر استدلال کیا ہے اور بتایا ہے کہ هُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ والے بھی برباد ہوں گے۔

پھر اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ آخری زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے مخالفوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں اسلام کو فتح دے گا۔ بعض موٴرخین کی تحقیق ہے کہ اصحاب فیل کا واقعہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے پچاس دن پہلے ہوا۔ اس وقت نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا گورنر عیسائی تھا اور اس کا نام ابویکسوم ابرہہ بن الصباح الاشرم تھا۔ اس نے یمن کے دارالحکومت صنعا میں ایک بڑا گرجا بنایا تھا اور چاہا تھا کہ اسے سارے عرب کا مرجع بنادے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ خانہ کعبہ کی موجودگی میں صنعا کا گرجا مرجع نہیں بن سکتا تھا اور بعض دیگر سیاسی اور اقتصادی مسائل بھی تھے۔ لکھا ہے کہ یکسوم بن صباح کی بیٹی کا بیٹا حج کے نام سے مکہ جاسوسی کے لیئے پہنچا اور مکہ سے واپسی پر نجران کے ایک گرجے میں ٹھہرا اور مکہ سے کچھ لوگ اس کے پیچھے پہنچے اور انہوں نے گرجا کا قیمتی سامان، زیورات اور اس شخص کا سامان قبضے میں کرلیا۔ چنانچہ وہ بڑے غصے میں اپنے لشکر میں پہنچا (در منثور، ابن حاتم، ابونعیم: الحلیۃ)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص مکہ والوں کا دشمن تھا اور جاسوسی کی غرض سے گیا تھا۔ اس کے بعد ابرہہ نے محمد بن خزاعی کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ لوگوں میں قلیس کے حج کی منادی کرے۔ اسے عروۃ بن حیاض ہذلی نے قتل کر دیا۔ بعض عیسائیوں کا طریق ہے کہ بسااوقات وہ اصل واقعات کو چھپا جاتے ہیں اور بعض اور باتیں بیان کرنا شروع

کر دیتے ہیں۔ پس ابرہہ نے ایک تو کعبہ کے خلاف محمد خزاعی اور دوسرے لوگوں کے ذریعہ پراپیگنڈہ کروایا۔ مقابلے میں قلیس بنوایا اور اپنے نواسے کو بھیس بدلوا کر جاسوسی کے لیے مکہ حج کے نام سے بھجوایا۔ غرض پورے ملک میں آگ بھڑکا دی۔

چنانچہ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ محرم ۵۷۰ء میں مکہ پر چڑھائی کر دی کہ خانہ کعبہ کو منہدم کر دے۔ اسی یلغار میں وہ مضافات مکہ میں پہنچ گیا لیکن اس سے قبل کہ وہ حملہ کرتا اس کی فوج میں چیچک کی وبا پھیل گئی۔ روح المعانی میں عکرمہؓ کا بیان درج ہے مَن اَصَابَہُ الحَجَرُ جَدَرَتہُ کہ جس شخص پر پتھر گرتا اسے چیچک ہو جاتی تھی۔ پھر وہ کہتے ہیں: وَھُوَ اَوَّلُ جُدَرِیٍّ ظَھَرَ بَاَرضِ العَرَبِ (عبدالرزاق، عبد بن حمید بن المنذر، ابونعیم: الدلائل) کہ یہ عرب میں چیچک کا پہلا حملہ تھا (نیز دیکھئے ابن کثیرؒ و محمد بن اسحٰقؒ، ابن جریرؒ، زرقانیؒ)۔

عکرمہؓ سے روایت ہے کہ یہ پرندے بحر احمر کی طرف سے آئے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جب ابرہہ مکہ کے قریب پہنچا تو آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب جو ایک معزز، بہادر اور باوقار سردار تھے اس کے طلب کرنے پر اس سے ملنے کے لیے گئے اور اس سے کہا: میرے کچھ اونٹ تمہارے لشکریوں نے اپنے قبضے میں کر لیے ہیں وہ مجھے واپس دلا دیئے جائیں۔ ابرہہ نے کہا: تعجب ہے میں تمہارے کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے آیا ہوں، تمہیں اس کی فکر نہیں صرف اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ عبدالمطلب نے نہایت لطیف جواب دیا: اَنَا رَبُّ الاِبِلِ وَ اِنَّ لِلبَیتِ رَبًّا لَیَمنَعُہٗ کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں مجھے ان کی فکر ہے۔ اس گھر کا بھی ایک مالک ہے یقیناً وہ خود اس کی فکر کرے گا۔ عبدالمطلبؓ کو اللہ تعالیٰ پر اتنا زبردست بھروسہ تھا کہ انہوں نے بیت اللہ کے روبرو دروازے کے زنجیر پکڑ کر بھی یہی کہا لَا ھُمَّ إن العَبْد یَمنَعُ رَحْلَہ فامْنَع حِلالَکْ لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیبُھُم وَمِحَالُھم غَدْوًا مِحَالَکْ (زرقانی و ابن ہشام) الٰہی بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو

بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ کل ان کی صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیروں کے مقابلے میں غالب نہ آجائے۔ چنانچہ ابرہہ کا لشکر چیچک سے تباہ ہوگیا پھر بارش ہوئی اور بہت سے سیلاب میں بہہ گئے اور پرندوں نے ان کی نعشیں نوچ نوچ کر کھائیں (مفصل بیان میری کتاب نورالدین ص ۹۲۱ میں دیکھئے)۔

نبی اکرم ﷺ کی پیدائش ۵۷۰ء یعنی ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ حضرت امام بخاریؒ کے شیخ ابراہیم ابن منذرؒ کی تحقیق ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے لیے اصحاب الفیل کا واقعہ بطور ارہاص اور تمہید کے تھا اور اس کا ذکر کرکے آنحضرت ﷺ کی تسلی فرمائی کہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی جب کہ آپ کے رب نے آپ کی خاطر اس قسم کی ربوبیت کی ہے کہ ایک زبردست لشکر کو ہلاک کردیا تو کیا وہ ربوبیت جب کہ آپ پیدا ہوچکے ہیں آپ سے الگ ہوسکتی ہے۔ ابرہہ کے لشکریوں کو اصحاب الفیل یعنی ہاتھی والے اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے پاس ہاتھی بھی تھے اور خود ابرہہ ایک ہاتھی پر سوار تھا جس کا نام محمود تھا۔ اس چیچک کی وبا میں ابرہہ کے لشکر کا خاصہ حصہ برباد ہوگیا۔ خود ابرہہ بھی بلاد خثعم پہنچ کر اسی مرض میں مرگیا۔ یہ واقعہ مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان مُحصب کے قریب مُحَسِّر کے مقام پر پیش آیا (نووی)۔

خانہ کعبہ پر اس حملہ کی صرف یہی سزا ابرہہ کو نہیں ملی بلکہ چند ہی برس کے اندر یعنی ۵۷۵ء میں یمن میں ان کا اقتدار تہ و بالا ہوگیا اور ایک یمنی سردار سیف بن ذی یزن نے شاہ ایران کی مدد سے ابرہہ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ابرہہ اور اس کے حلیف ہرقل کی یہ تدبیر کہ مکہ والوں کے تجارتی راستوں اور ان کی مذہبی مرکزیت کو ختم کردیا جائے خاک میں مل گئی۔ در منثور میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے خود مکہ میں اندھوں کو دیکھا جو بھیک مانگ رہے تھے۔ میرے دریافت کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ یہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے مہاوت تھے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿١﴾

۱۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تمہارے رب نے ہاتھی (کے ساتھ حملہ کرنے) والوں کے ساتھ کیسا (غیر معمولی) سلوک کیا تھا۔

۱:۱۰۵۔ أَلَمْ: یہاں ہمزہ تقریر رؤیت کے لیے یعنی تمہیں یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہے اور اثبات کے معنی پیدا کیے گئے ہیں اور اس پر زور دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کیلئے اصحاب الفیل کا واقعہ بطور توطیہ و تمہید کے تھا۔

تَرَ: یہ رؤیت یقین القلب ہے یعنی غور و علم۔ تَرَ کا لفظ صرف آنکھ سے دیکھنے کے لیے ہی نہیں ہوتا بلکہ بصارت کے علاوہ بصیرت اور یقینی اور قطعی علم کے لیے بھی آتا ہے اسی لیے بے بصارتی کے مقابلے میں قرآن مجید نے علم کا لفظ استعمال کیا ہے (الرعد، ۱۹:۱۳)۔ اس میں اصل اور براہ راست خطاب محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے اور آپ کے ذریعہ بقیہ اور بعد میں آنے والی دنیا سے۔ گویا اصحاب فیل سے جو معاملہ ہوا وہ خاص طور پر نبی اکرم ﷺ کے لیے ہوا، اور آپ کے لیے بطور ارہاص تھا۔ اَلَمْ تَرَ کے معنی اَلَمْ تَعلَمْ کے ہیں۔

فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ: فرما کر ربوبیت کے لفظ سے پیغمبر ﷺ کو یہ تسلّی فرمائی کہ آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی جبکہ آپؐ کے رب نے آپکی خاطر اس قسم کی صیانت کی ہے کہ ایک بادشاہ کے زبردست لشکر کو ہلاک کر دیا۔ تو کیا وہ ربوبیت جبکہ آپؐ پیدا ہو چکے ہیں تو آپؐ سے الگ ہو سکتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ کے معنی اَلَمْ تَعْلَمْ کے ہیں۔ کیونکہ اصحاب فیل کا واقعہ متواتر بیان سے ایسا معتبر و مشہود تھا کہ رَوْیَت اور علم کا حکم رکھتا تھا۔ جس سال اصحاب فیل تباہ ہوئے اسی سال پیغمبر ﷺ پیدا ہوئے۔

ایک واقعہ ہے، عباسیوں کی سلطنت تھی۔ ایک دفعہ محمود غزنوی سے ان کی کچھ رنجش ہو گئی۔ محمود غزنوی نے اس خلیفہ کو لکھا کہ میں ہندوستان کا فاتح ہوں اور میرے پاس اتنے ہاتھی ہیں۔ خلیفہ نے اس کے جواب میں اَ لَمْ اَ لَمْ نہایت خوبصورت لکھوا کر بھیج دیا۔ محمود کے دربار میں تو سبھی فارسی دان ہی تھے۔ چنانچہ اس زمانہ کی یادگار صرف ''شاہ نامہ'' ہی باقی ہے۔ وہ تو کچھ سمجھے نہیں۔ آخر محمود نے کہا کہ خلیفہ نے اَ لَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ یاد دلائی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس ہاتھی ہیں تو ہمارا وہ رب ہے جو اصحاب الفیل کو ہلاک کر چکا ہے، بہت ڈر گیا اور معذرت کی جس پر تعلقات درست ہو گئے۔

أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿۲﴾

۲۔ کیا اس نے ان کی (خانہ کعبہ کے خلاف) جنگی تدبیر برباد نہیں کر دی تھی (اور اسے خود ان کی ہلاکت کا باعث نہیں بنا دیا تھا)۔

۱۰۵:۲۔أَلَمْ يَجْعَلْ: یہ ہمزہ بھی اثبات اور تاکید کے لیئے ہے کہ یقیناً ایسا کیا۔
كَيْدَ : جنگ، جنگی تدبیر کرنا تاکہ اس طرح کعبہ کی حرمت اور مرکزیت کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے لیے سب سے پہلے تو ابرہہ نے اسود بن مقصود کو ایک رسالہ کے ساتھ حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا جنہوں نے واپسی پر قریش کے اموال اور مویشی لوٹے جن میں عبد المطلب کے اونٹ بھی تھے۔ اس کے بعد ابرہہ نے خیاط حمیری کو سردار قبیلہ قریش عبد المطلب کے پاس بھیجا۔ جب عبد المطلب لشکر میں پہنچے تو ان کی ملاقات اپنے قدیم دوست ذو نفر حمیری سے ہوئی جو اس وقت ابرہہ کا قیدی تھا کیونکہ اس نے بھی ابرہہ کا مقابلہ کیا تھا اور مغلوب ہو گیا تھا۔ ذو نفر نے کہا میں تمہیں ابرہہ کے اونٹ کے مہاوت انیس سے ملوا دیتا ہوں، میرے اس سے اچھے تعلقات ہیں۔ وہ ابرہہ سے تمہاری سفارش کر دے گا۔ چنانچہ اس

نے سفارش کی اور عبد المطلب نے ابرہہ کو اپنا تاریخی جواب دیا۔ (دیکھو اس سورۃ کا خلاصہء مضمون)۔

تَضْلِيلٍ: تدبیر کے اکارت ہونے کے ہیں، باطل، برباد۔ ضَلَال کے معنی سیدھی راہ سے ہٹ جانا کے ہیں (مفردات القرآن)۔ عرب کے شاعر امراء القیس کو ضلیل اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا جائیداد اور ریاست ضائع کر دی تھی۔ --- أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ (محمد، ۱:۴۷) کی اس آیت اور آیت بالا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے۔

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿۳﴾

۳۔ اور ان پر ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے تھے۔

۱۰۵:۳۔ أَبَابِيلَ: یہ جمع ہے اس کا مفرد اِبّیل ہے یعنی جھنڈ کے جھنڈ اور ابابیل کا استعمال کثرت کے معنی میں بھی آیا ہے۔ (لسان العرب)۔ کسائیؒ نے اس کا مفرد ابُول قرار دیا ہے۔ اس کے معنی جماعت کے بھی ہیں۔ ابابیل کے معنی ہوئے بہت سی جماعتیں۔ کہتے ہیں جاء فلان فی ابالتہ۔ اُبلیہ کے معنی کیے گئے ہیں فی اصحابہ وقبیلتہ یعنی اپنے ساتھیوں اور افراد قبیلہ کے ساتھ آیا۔ ایک قدیم شاعر کہتا ہے۔

كادَتْ تُهدُّ مِنَ الأصوات راحلتی إذ سالَتِ الأرضُ بالجُرْدِ الأبابيلِ

امام راغبؒ نے الابل کے ایک معنی اونٹ کا گلا کئیے ہیں۔ اَبَّلَ الرجل، یعنی بہت سے اونٹوں والا (مفردات القرآن)۔ مفسرین کے اقوال اس لشکر کی تباہی کے بارے میں عموماً یہی ہے کہ پرند اُس لشکر پر آئے اور منہ اور پنجوں میں جراثیم شُدہ ریزے اٹھائے ہوئے تھے اور لشکر پر پھینکتے تھے عکرمہؓ کا قول ہے کہ جس پر سنگریزہ گرتا تھا اُسے چیچک نکل آتی تھی (روح المعانی) ایسی ہی روایت ابن کثیرؒ نے بیان کی ہے۔

تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٤﴾

۴۔ جو انہیں سخت پتھروں پر (کھانے کیلئے) مارتے تھے۔

۱۰۵:۴۔ بِحِجَارَةٍ: اس جگہ ب بمعنی علٰی (پر) ہے۔ ایک قدیم عرب شاعر کہتا ہے

أَرَبٌّ يَبُولُ الثُّعْلُبَانُ بِرَأْسِهِ   لَقَدْ هَانَ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

کیا وہ خدا ہو سکتا ہے جس کے سر پر گیدڑ آ کر پیشاب کر جائیں۔ ایسی چیز تو بہت ہی ذلیل ہے جس کے سر پر گیدڑ پیشاب کر جائے اور وہ اسے روک بھی نہ سکے۔ اس شعر میں بِرَأْسِهِ کے الفاظ ہیں جس کے معنی علی راسہ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مردار خور جانور لاشوں کو دیکھ کر جمع ہو گئے اور جیسا کہ ان کی عادت ہے ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانا شروع کر دیا۔

تَرْمِيهِمْ: کا فاعل پرندے ہیں اور ماضی کے بجائے مضارع کا صیغہ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ گویا مستحضر ہے۔ شکاری جانوروں کی عادت ہے کہ وہ گوشت کو پتھر پر مار کر کھاتے ہیں۔

سِجِّيلٍ: سخت کنکری۔ عربی لفظ ہے، فارسی کے سنگ گل سے معرب نہیں۔ سجّیل سجال سے مشتق ہے۔ سجال اور ارسال ایک معنی ہیں۔۔ عربی میں ایسے محاورات بکثرت ہیں اور ان ہی معنوں اور استعاروں میں پرندوں کے الفاظ وہاں مستعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ قدیم شاعر نابغہ ذبیانی کا شعر ہے

إِذَا مَا غَزَوْا بِالجَيْشِ حَلَّقَ فَوْقَهُمْ   عَصَائِبُ طَيْرٍ تَهدِى بِعَصَائِبِ

جب میرا ممدوح لشکر لے کر دشمنوں پر چڑھتا ہے تو پرندوں کے غولوں کے غول دشمنوں کی لاشوں کے کھانے کو جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شعر ہے

أينَ المَفَرُّ لِمَن عَادَاهُ مِن يَدِهِ   وَالوَحشُ وَالطَّيرُ أَتبَاعٌ تُسَائِرِهِ

یہاں طیر سے مراد وہی مردار خور پرندے ہیں اور سباع بھی وہی مردار خور ہیں جو فتح مندی کا نشان ہیں۔ اس قسم کے انداز بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دشمن ہلاک کیے جائیں گے۔ جو اس کی عداوت کرے گا اس کی گرفت سے اسے کہاں مفر ہے۔ وحشی جانور اور پرندے اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اس قسم کے انداز بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دشمن ہلاک کیے جائیں گے جیسے دوسری جگہ فرمایا: اَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ (النحل،۱۶:۷۹) کیا وہ ان پرندوں کے حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کے جوّ میں قابو کر رکھا ہے۔ ہم ہی نے تو انہیں تھام رکھا ہے (اور ایک وقت آنے والا ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دیں گے)۔

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿۵﴾

۵۔ اور اس کے نتیجے میں انہیں کھائے ہوئے بُھس کی طرح (برباد) کر دیا۔

۱۰۵:۵۔ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ: کے معنے خوید پس خوردہ کے ہیں۔ چڑیاں ان کی لاشوں کو نوچ کر لے جاتیں اور پہاڑوں میں کھاتیں۔

یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان ہے جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موذی تھی اور اسلام کو عیب لگاتی تھی اور بہت سے اموال جمع کر کے فتح کے گھمنڈ میں مکہ پر انہوں نے چڑھائی کی۔ آخر بادشاہ کے لشکر میں خطرناک وبا پڑی اور چیچک کا مرض جو اہل حبش میں عام طور پر پھیل جاتا ہے ان پر حملہ آور ہوا اور ادھر سے بارش ہوئی اور اس وادی میں سیلاب آگیا۔ بہت سارے لشکری ہلاک ہو گئے اور جیسے عام قاعدہ ہے کہ جب کثرت سے مردے

ہو جاتے ہیں اور ان کو کوئی جلانے اور گاڑنے والا نہیں رہتا تو ان کو پرندے کھاتے ہیں۔ ان موذیوں کو بھی اسی طرح جانوروں نے کھایا۔ یہ کوئی پہیلی اور معمہ نہیں تاریخی واقعہ ہے۔ مکہ معظمہ کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ کوئی تاریخ دنیا میں ایسی نہیں جو بتا سکے کہ اسلام کے مدعیوں یا ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم کرنے والوں کے سوا کوئی اور بھی اس کا مالک ہوا ہو۔

دھرم پال آریہ کے اعتراض طَیْرًا اَبَابِیْلَ کجا ہاتھی اور کجا کرم خور جانور" کے جواب میں: "قبل اس کے کہ ہم آپ کو اس سوال کا جواب دیں ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کے سوال میں جو الفاظ آئے ہیں ان کے معنے بتلائیں۔ پہلا لفظ کَیْدَ ہے۔ یہاں یاد رہے کہ کَیْدَ کے معنی لڑائی کے ہیں۔ دوسرا لفظ تضلیل ہے۔ تضلیل کے معنے باطل کرنے اور ہلاک کے ہیں۔ تیسرا لفظ ابابیل ہے۔ ابابیل جمع ہے ابیل اور ابول کی۔ ابیل اور ابول کے معنے جماعت کے ہیں۔ ابابیل کے معنے ہوئے بہت سی جماعتیں۔ ہماری زبان میں ترجمہ ہوا ڈاروں کی ڈار۔ چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے:وقال الزجاج في قوله تعالى: طيرًا أَبابِيلَ جماعات من هٰهُنا وجماعات من هٰهُنا وَقِيْلَ يَتّبع بعضها بعضًا إِبّيلًا إِبِيلًا أَي قَطيعًا خَلْفُ قَطِيْعٍ۔

دوسرا سوال اس کے بعد یہ پیش آتا ہے کہ دشمن کی فوج کی ہلاکت کو جانوروں سے کیا تعلق ہے؟ اس کے واسطے سام وید فصل نمبر ۳ پر پاٹیک نمبر ۴ کی عبارت دیکھو اس میں لکھا ہے: (۱) کوّوں اور مضبوط بازؤں والے پرندوں کو ان کے تعاقب میں بھیج۔ ہاں تو اس فوج کو کرگسوں کی غذا بنا۔ اے اندر! ایسا کر کہ کوئی ان میں سے نہ بچے۔ کوئی نیک بھی نہ بچے۔ ان کے پیچھے تو تعاقب کرنے والے پرندوں کو جمع کر دے"۔ پھر سام وید فصل دوم پر پاٹیک نمبر ۳ میں یوں ہے: "اے روشن اشاش جب تیرے وقت رجوع کرتے ہیں تو کل چوپائے اور دریاؤں والے حرکت کرتے ہیں اور تیرے گرد بازو والے پرندے آسمان کی تمام حدود سے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔"

عربی میں ایسے محاورات بکثرت ہیں اور انہی معنوں اور استعاروں میں پرندوں کے الفاظ وہاں

مستعمل ہوتے ہیں چنانچہ قدیم شاعر النابغۃالذبیانی کا شعر ہے ؎

اِذَا مَا غَزَوا بِالْجَيْشِ حَلَّقَ فَوْقَهُمْ عَصَائِبُ طَيْرٍ تَهتَدِيْ بِعَصَائِبِ

جب وہ لشکر لے کر دشمنوں پر چڑھتا ہے تو پرندوں کے غولوں کے غول دشمنوں کی لاشوں کے کھانے کو جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک اور وہ شعر یہ ہے:

اَيْنَ الْمَفَرُّ لِمَنْ عَادَاهُ مِنْ يَدِهِ وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ اَتْبَاعٌ تُسَائِرُهُ

یہاں طیر سے مراد وہی مردار خور پرندے ہیں اور سباع بھی وہی مردار خور ہیں۔ جو فتح مندی کا نشان ہیں۔ اسی قسم کے اندازِ بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دشمن ہلاک کیے جاویں گے۔ جیسے فرماتا ہے: اَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (النحل،۱۶:۷۹) ۷۹۔ کیا انہوں نے پرندوں کو جو فضائے آسمان میں مطیع و منقاد (محوِ پرواز) ہیں، نہیں دیکھا۔ انہیں (گرنے سے) اللہ کے سوا کوئی نہیں روک رہا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں (ان کے لیے) اس میں یقیناً کئی نشانات ہیں۔ کیا وہ ان پرندوں کے حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کی جوّ میں قابو کر رکھا ہے۔ ہم ہی نے تو انہیں تھام رکھا ہے (اور ایک وقت آنے والا ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دیں گے) مومنوں کے لیے ان باتوں میں نشان ہیں۔

مکہ معظمہ کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ کوئی تاریخ دنیا میں ایسی نہیں جو یہ بتا سکے کہ اسلام کے مدعیوں یا ابراہیمؑ کے تعظیم کرنے والوں کے سوا کوئی اور بھی اس کا مالک ہوا ہو۔ یونانی سکندر بگولہ کی طرح یونان سے اُٹھ کر تمہارے ملک میں پہنچا اور اسے پامال کیا اور رچرڈ سارے یورپ کے ساتھ اسلام کی بربادی کو اُٹھا اور نپولین مصر تک پہنچ گیا مگر عرب کی فتح سے سب ناکام اور نامراد رہے۔ اس میں خداترسوں کے لیے بڑے نشان ہیں۔ پہلا بابل میں ہلاک ہوا اور دوسرا ملک شام سے نامراد واپس ہوا اور تیسرا سینٹ ہلینا کے قلعہ میں بے انتہاء حسرتوں کو دل میں لے کر مرا!

NOOR Foundation USA Inc.
A 501(c)(3) non-profit- non-sectarian Islamic organization
DONATIONS are Welcome, Appreciated,
Valued and Tax Deductible.

Email: noorfoundationusa@gmail.com
Website: www.islamusa.org